روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 16 اپریل 2003ء، 13 صفر 1424 ہجری-16 شہادت 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 83

حضرت خدیجہؓ کی یاد

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ انہیں یاد رکھتے تھے اور فرماتے تھے خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کر دیا تھا اور انہوں نے میری تصدیق کی جب دوسروں نے مجھے جھٹلا دیا تھا اور اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے دینے سے اجتناب کیا تھا۔ اور ان سے خدا نے مجھے اولاد بھی عطا کی۔

(مسند احمد حدیث نمبر 23719)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود عہد دوستی اور عہد زوجیت کا احترام نہ کرنے والوں سے ناراض ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ ناراضگی خدا کی رضا اور اپنے خادم کی اصلاح کے لئے ہوتی تھی۔ بابو محمد افضل افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال اور فارغ البال تھے سلسلہ کے کاموں میں خصوصیت سے حصہ لیتے اور (دعوت الی اللہ) کا ایک جوش ان کے دل میں تھا۔

ان کی دو بیویاں اور وہ قادیان میں رہتی تھیں۔ 1899ء میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو ایک خط لکھا اور کچھ روپیہ بھیجا اور اپنی ایک بیوی کو افریقہ بلایا اور یہ بھی لکھ دیا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اس کو طلاق دے دی جاوے۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ خط حضرت مسیح موعود کے حضور پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو جب طلاق دے گا مگر اسے لکھ دو کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا۔ یہ ارشاد اکسیر ہو گیا اور محمد افضل کو فی الحقیقت افضل بنا گیا۔ حضرت اقدس کی ناراضگی کی جب اطلاع ہوئی تو اسے سمجھ آ گئی کہ باہمی تعلقات کی کیا قیمت ہوتی ہے۔(۔)

مرحوم افضل کے اندر یہ تبدیلی صرف حضرت مسیح موعود کے اس خلق نے کی کہ آپ رعایت عہد دوستی یہاں تک کرتے ہیں کہ ایک شخص جو اپنے تعلقات کو اس طرح پر توڑ دینے کو آمادہ ہے وہ اس قابل نہیں کہ ہمارے ساتھ رہے۔ چنانچہ اس نے سمجھ لیا کہ ایسا ہی وجود ہو سکتا ہے جس کی صحبت اور معیت انسان کی زندگی میں روح اطمینان پیدا کر سکتی ہے۔ اور پھر جو انقلاب اس کی زندگی میں ہوا (۔) نمایاں ہے۔ وہی افضل جو بیوی کو افریقہ نہ آنے پر چھوڑ دینے پر آمادہ تھا خود قادیان چلا آیا اور مرکر ہم سے الگ ہوا۔ (۔) میں نے یہاں مرحوم افضل کی سیرت کو نہیں دکھانا۔ یہ ایک واقعہ کا بیان تھا۔ اور میں نے ان حالات کو لکھ دینا عہد دوستی اور حق معاصرت کی ادائیگی سمجھا اور مجھے خوشی ہے کہ میں (۔) دوستوں میں اپنے مرحوم بھائی کو زندہ کر رہا ہوں اور بہت ہوں گے جو اس کے اسوہ سے انشاء اللہ سبق لیں گے۔

غرض حضرت مسیح موعود عہد دوستی کی بہت بڑی قدر کرتے تھے۔ حقوق دوستی میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ محض خدا کی رضا کے لئے ہو۔ دنیا کی کوئی غرض درمیان میں نہ ہو اور دوستی ہو جانے کے بعد پھر انسان اپنے مال کو اپنے دوستوں سے عزیز نہ رکھے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے عمل سے ہمیشہ اس کو دکھایا ہے۔

(سیرۃ مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی ص 252)

تحریک وقف زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

امراء اضلاع، صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین ہونہار خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ واقفین نو بچوں کو خصوصی طور پر جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کی تحریک کی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے۔

امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کیلئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔

درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش عمر اور مکمل پتہ درج کریں۔ واقفین نو حوالہ وقف نو بھی درج کریں۔

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ جماعتی کتب خصوصاً سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعود، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں اور خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کیلئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ انٹرویو کے لئے معین تاریخ کا اعلان روزنامہ الفضل میں کر دیا جائے گا۔

شرائط برائے داخلہ جامعہ احمدیہ

1۔ میٹرک پاس امیدوار کی عمر 17 سال سے زائد نہ ہو
2۔ ایف اے/ایف ایس سی پاس امیدوار کی عمر 19 سال سے زائد نہ ہو۔
3۔ میٹرک کے امتحان میں کم از کم فرسٹ ڈویژن

باقی صفحہ 7 پر

مرتبہ ابن رشید

تاریخ احمدیت
منزل بہ منزل
دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1981ء (3)

2 تا 17 مئی — لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے تحت تربیتی کلاس ربوہ میں منعقد ہوئی۔

3,2 مئی — آئیوری کوسٹ کا جلسہ سالانہ۔

3 مئی — سری لنکا کا جلسہ سالانہ۔

4 تا 6 مئی — جامعہ احمدیہ ربوہ میں ماریشس کے موضوع پر سیمینار۔

4 مئی — گیمبیا کے صدر داؤد اجوارا نے احمدیہ سیکنڈری سکول کی بیت ناصر کا افتتاح کیا۔

10,9 مئی — بمبئی بھارت میں صوبائی کانفرنس۔

15 مئی — سیرالیون کے وزیر تعلیم نے احمدیہ سیکنڈری سکول بو کا دورہ کیا اور جماعت کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

16,15 مئی — لجنہ اماء اللہ کوپن ہیگن کا سالانہ اجتماع۔

24 مئی — امریکہ کے مغربی ساحل کی مجالس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع۔ 3 مجالس کے 62 خدام نے شرکت کی۔

25 مئی تا **30** جون — حضور کا سفر اسلام آباد۔

26 مئی — سونگیا تنزانیہ میں بیت الذکر اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

30 مئی — لجنہ اماء اللہ ایسٹرن ریجن غانا کا پہلا سالانہ اجتماع۔

مئی — کینیڈا میں نیا مشن ہاؤس خرید لیا گیا۔ اس کا نام حضور نے بیت العافیت عطا فرمایا۔

مئی — جرمنی مشن میں ٹیلکس نصب کی گئی۔ پہلا پیغام حضور کا تھا جو موصول کیا گیا۔

7,6 جون — خدام الاحمدیہ ناروے کا پہلا سالانہ اجتماع۔

7 جون — ہالینڈ میں جماعت کا جلسہ سالانہ اور بیت مبارک کی سلور جوبلی کا انعقاد۔

8 جون — جرمنی میں 8 ملکوں کے 840 سیاحوں کو ایک دن میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

14,13 جون — انصار اللہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع۔

14 جون — واشنگٹن امریکہ میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے عورتوں کے حقوق پر بین المذاہب سیمینار کا انعقاد۔

15 جون — بھارت میں سفیر عراق کو احمدیہ لٹریچر کا تحفہ۔

22 جون — کینیڈا میں پہلی بار ٹیلی ویژن پر حضرت مسیح موعود کی تصویر دکھائی گئی اور جماعت کا تعارف کروایا گیا۔

27,26 جون — خدام الاحمدیہ ایسٹرن ریجن غانا کا دوسرا سالانہ اجتماع۔

28,27 جون — کینیڈا کا 5 واں جلسہ سالانہ۔

28 جون — لجنہ اماء اللہ کیلگری کا سالانہ اجتماع۔

3 جولائی — بیت الذکر کھلنا بنگلہ دیش کا افتتاح ہوا۔

3 جولائی — گرمولہ ورکاں گوجرانوالہ کی بیت الذکر کا افتتاح ہوا۔

4 جولائی تا **20** اگست — احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تحت فری کوچنگ کلاس۔

رپورٹ: ملک محمد اکرم پرنسپل تربیتی کلاس

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام
دوسری سالانہ تربیتی کلاس

جماعت احمدیہ یو۔کے کی مجلس شوریٰ کی سفارش اور سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جماعت احمدیہ یو کے کے شعبہ تربیت کے زیر اہتمام 18 سال تک کے لڑکوں کی سالانہ تربیتی کلاس ہوا کرے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ کی دوسری سالانہ تربیتی کلاس امسال 19 تا 24 اکتوبر 2002ء کو بیت الفتوح مورڈن میں منعقد ہوئی۔

افتتاح

اگرچہ کلاس کے لئے 19 تا 24 اکتوبر کی تاریخیں مقرر کی گئی تھیں مگر برطانیہ میں بعض علاقوں میں ٹرم کی تعطیلات ایک ہفتہ پہلے یا ایک ہفتہ ان تواریخ کے بعد ہونے کی وجہ سے بہت سے بچے کلاس میں شمولیت سے محروم رہے۔ آئندہ یہ کلاس ایسی تاریخوں میں رکھی جائے گی جب تمام علاقوں میں سکول تعطیل کی وجہ سے بند ہوں۔

19 اکتوبر 2002ء کی دوپہر بچوں کی رجسٹریشن شروع کی گئی۔ پہلے روز 275 بچے رجسٹرڈ ہوئے۔ نماز ظہر اور طعام کے بعد بیت الفتوح مورڈن کے بڑے ہال میں کلاس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کا آغاز پونے تین بجے مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب ناظم اعلیٰ نے مختصر ہدایات دیں اور جملہ طلباء کو خوش آمدید کہا جس کے بعد خاکسار محمد اکرم ملک پرنسپل کلاس نے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں، نصاب اور کلاسز کے طریق کار کے متعلق آگاہ کیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کلاس سے قریباً ایک ماہ قبل اخبار احمدیہ کے ذریعہ تمام احمدی گھرانوں میں یہ نصاب بھجوایا گیا تھا۔ نیز یو کے میں ہر بچے کو کلاس میں شرکت کے لئے ذاتی خط بھی ارسال کیا گیا تھا۔

اس کے بعد بچوں کو ان کی عمر کے مطابق تین گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ سات سے دس سال کے بچوں کے گروپ کا نام ''ناصر گروپ'' اور گیارہ تا چودہ سال کے بچوں کے گروپ کا نام ''محمود گروپ'' جب کہ 15 تا 18 سال کے بچوں کے گروپ کو ''نور گروپ'' کا نام دیا گیا۔ پھر ہر گروپ کے سیکشن بنائے گئے۔ ہر سیکشن میں پچیس بچے رکھے گئے۔

افتتاحی تقریب کے بعد بچوں کو ان کے کلاس رومز اور اساتذہ کرام سے متعارف کروایا گیا۔

کلاسز کا اجراء

تربیتی کلاس کا آغاز روزانہ صبح فجر کی نماز سے ہوتا اور رات 9 بجے تک بچے مختلف پروگراموں میں مصروف رہتے۔ تعلیمی کلاس میں بچوں کو قرآن کریم کا صحیح تلفظ، چند آیات کا بامحاورہ اور لفظی ترجمہ اور سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کی مختصر تفسیر، حدیث، کلام، فقہ، صلوٰۃ اور جنرل دینی معلومات سکھائی گئیں۔ گویا کہ روزانہ چھ مضامین پڑھائے جاتے رہے۔ اساتذہ کرام میں مکرم ابراہیم احمد نون صاحب، مکرم لئیق احمد طاہر صاحب، مکرم رانا مشہود احمد صاحب، مکرم قریشی داؤد احمد صاحب، مکرم مبارک احمد بسراء صاحب، مکرم عبدالحفیظ شاہد صاحب، مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب اور خاکسار محمد اکرم ملک شامل تھے۔ علاوہ ازیں مکرم فیروز عالم صاحب، مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب، مکرم شیخ سعید احمد صاحب، مکرم عتیق احمد بھٹی صاحب، مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر یونس خان صاحب نے بھی بچوں کو پڑھایا۔

پراجیکٹ ورک:- پراجیکٹ ورکس کے انچارج مکرم مولانا طاہر ندیم صاحب تھے۔ بچوں کو بیوت اور دینی تعمیرات کے بارہ میں پراجیکٹ دیئے گئے۔ گتوں اور مختلف رنگوں کی مدد سے بچوں نے نہایت خوبصورت ماڈل بنائے جن کا معائنہ ایک ٹیم نے کیا اور پوزیشن لینے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ تمام بچوں نے چونکہ بہت محنت کی تھی اس لئے تمام بچوں کو الگ سے بھی انعامات دیئے گئے۔

روزانہ پروگرام:- ہر روز بچوں کو صبح فجر کی نماز کے لئے بیدار کیا جاتا رہا۔ بڑی عمر کے بچوں نے نماز تہجد ادا کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مگر چھوٹی عمر کے بچوں کو فجر کی نماز باجماعت ادا کروائی جاتی، جس کے بعد درس القرآن ہوتا۔ اور اس کے بعد بچوں کو آرام کرنے اور ناشتہ کیلئے کافی وقت دیا جاتا۔ صبح پونے نو بجے اسمبلی ہوتی جو کہ محترم شیخ سعید احمد صاحب کرواتے جس کے بعد بچے کلاس رومز میں چلے جاتے اور یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہتا۔ ہر دو پیریڈز کے بعد بچوں کو وقفہ دیا جاتا جس کے دوران بچوں کو پھل، جوس، دودھ، کرسپ اور چاکلیٹ وغیرہ دیئے جاتے۔

اسی دوران بچوں کے گروپس کو سوئمنگ پول پر بھی لے جایا جاتا اور بعض بچوں کو شہر سے باہر کھیتوں (فارمز) پر لے جایا گیا۔ اور اس طرح تفریح کے سامان بہم پہنچائے گئے۔ اسی طرح قریبی کالج کی گراؤنڈ میں جو کلاس کے لئے جماعت نے مستعار لے رکھی تھی، بچوں کو فٹ بال کھلایا جاتا۔ گھوڑ سواری اور بیت الفتوح کے مین ہال میں ''انڈور گیمز'' کا بھی انتظام تھا۔ شام کو بچوں کو ویڈیو دکھائی جاتی اور تفریحی پروگرام منعقد ہوتا۔ اس طرح

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس عرفان

ملاقات پروگرام 18 نومبر 1994ء

سوال: بعض دفعہ انسان خواب میں دیکھتا ہے کہ بعض فوت شدگان آ کے ملتے ہیں۔ مختلف باتیں ہوتی ہیں مختلف علاقوں میں جاتے ہیں اور بالکل یونہی محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ زندگی میں ہو رہا ہے۔ کس حد تک یہ درست ہے کہ یہ تعلق وفات یافتگان کی روحوں کا ہے؟

جواب: یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ آپ کشفی نظارے کے طور پر ملے ہیں۔ واقعۃً جس فوت شدہ کو دیکھتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ ایسے نشان پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ جو قطعی طور پر سچے نکلتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا یعنی نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ کہ واقعتاً روح آئی تھی۔

میں آپ کو اپنی والدہ کی مثال دیتا ہوں۔ ان کے وصال کے بعد جب حضرت مصلح موعود نے بچوں کی نگہداشت کے لئے ہمارے ننھال ہی میں سیدہ مہر آپا سے شادی کی۔ اس شادی کا جب اعلان ہوا تو الفضل میں اس کی تفصیل آئی۔ حضرت ممانی جان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی بیگم جو حضرت چھوٹی آپا کی والدہ تھیں وہ اپنے کمرے میں بند الفضل اسی طرح رکھ کر غسل خانے میں نہانے کے لئے چلی گئیں۔ شاید جمعہ کا دن تھا جب وہ باہر نکلیں تو ابھی بال گیلے پھیلے ہوئے تھے کہ انہوں نے میری والدہ کو دیکھا کہ وہ اس الفضل پر جھکی ہوئیں۔ اس کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایک جگہ کھول کر پڑھ رہی ہیں۔ انہوں نے جب ان کو دیکھا تو بیان کرتی ہیں کہ کسی قسم کا خوف مجھ پر طاری نہیں ہوا۔ بالکل نارمل حالت تھی۔ حالانکہ میں جانتی تھی کہ فوت ہو چکی ہیں۔ لیکن جب انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کمرہ چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ اس وقت ان کو اچانک جس طرح بجلی کا ایک کرنٹ سا لگ جاتا ہے اور دوڑ کر جا کے اس الفضل کو دیکھا تو وہیں کھلا تھا جہاں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ اب اس کا نتیجہ یہ نکالیں گے کہ روح دنیا میں دوبارہ آئی تو سوال یہ ہے کہ اگر روح آئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب تک وہ ساری روحیں انسانی جسم میں قید ہیں۔ اور ویسے ہی کپڑے پہنتی ہیں۔ اور اسی طرح پھرتی ہیں۔ مگر قرآن کریم اس کو قطعی طور پر جھٹلا رہا ہے اور پھر (بزرگوں) کو لوگ دیکھتے ہیں تو بعض الگ الگ شکلیں بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی ایک شکل تھی۔ اور جو دوسرے تجارب ہوئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ روح واپس آئی تھی۔ یہ غلط ہے ورنہ روح کے تصور کے ساتھ ایسے ایسے عجیب تصور باندھے جائیں گے۔ جو حقیقت کے خلاف ہیں اور قطعی ثابت شدہ قرآن کریم کے بیانات کے خلاف ہیں۔ حضرت جبرائیل کو حضرت عیسیٰؑ کبوتر کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر ایک ایسی تجلی کی صورت میں دیکھتے ہیں جس نے افق بھر دیا تھا، افق تا افق ایک ایسے وجود کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جو آتا ہے ان کو بھینچ لیتا ہے۔ اور پھر بار بار بھینچتا ہے۔ پھر ایک ایسے وجود کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جو ایک مسافر عرب کی طرح آیا۔ آپؐ کے سامنے بیٹھا سوالات کئے اور وہ سوالات ان کے جوابات سن کر واپس چلا گیا۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل تھا۔ اور تمہاری تربیت کی خاطر آیا تھا۔ مجھ سے سوال وہ کر رہا تھا جس کا جواب تمہیں ملنا چاہئے اور صحابہؓ پہلے تو حیران تھے کہ آیا کہاں سے ہے؟ اور پھر وہ دیکھنے کے لئے دوڑے تو اس کا کوئی نشان کہیں نہیں تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ وہ کوئی انسان نہیں تھا کوئی اور چیز تھی۔ اور اس کے کپڑوں پر کہتے ہیں نہ مٹی لگی ہوئی تھی نہ چہرے پر تھکاوٹ کے آثار تھے۔ نہ کوئی نشان سفر کا تھا۔ تو اب، یہ سمجھیں کہ واقعتاً جبرائیل اپنی اصل شکل میں ظاہر ہوا تو اس کی پھر شکلیں کہاں ہیں؟ کیا انسان کی شکل کا ہے؟ عرب کی طرح کا ہے کبھی کبوتر بن جاتا ہے ایک بات قطعی ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نظام مواصلات روحانی طور پر جاری ہے۔ اور وہ اسے جس شکل میں چاہے استعمال فرماتا ہے۔ اور جبرائیل خود اس مواصلاتی نظام کے سردار ہیں۔ اور جب ان کے سپرد کوئی کام ہو تو وہ جس شکل میں چاہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ظاہر ہونے اور بندے کے درمیان قرآن کریم نے کوئی دیوار نہیں کھڑی کی۔ بلکہ اصرار کے ساتھ یہ بار بار سمجھایا ہے کہ جبرائیل نازل ہوتا ہے۔ اور خواہ کسی شکل میں ہو وہ وہی جبرائیل ہی ہو گا اس کا پیغام جبرائیل کا ہی پیغام ہو گا۔ ایک بھی آیت ایسی نہیں کہ بندے اور جبرائیل کے دوران خدا نے ایک ایسی دیوار قائم کر دی ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ لیکن جب مر کر خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں تو فرمایا وہ کہیں گے کہ ہمیں واپس کر دے تو ان کو کہا جائے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ جو پیچھے چھوڑے گئے ہیں ان کے اور تمہارے درمیان ایک ایسی دیوار ہے جو قیامت تک منہدم نہیں ہو سکتی۔ پھر فرماتا ہے الفاظ یہ ہیں حرام علی قریة (۔) قریة سے مراد صرف بستی نہیں ہے۔ بلکہ اہل بستی بھی ہیں سارے قرآن کریم میں یہ محاورہ استعمال ہوا ہے۔ اس میں نیک و بد سب شامل ہیں۔ کہ جب ہم ایک دفعہ ان کو ماریں۔ اس دنیا میں ختم کر دیں۔ تو دوبارہ وہ کبھی لوٹ کے واپس نہیں آئیں گے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان کے پیچھے قدموں کے کچھ نشان ملتے ہیں اگر ان کو آپ حقیقی سمجھیں گے تو وہی دقتیں پیدا ہوں گی۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ لوگوں کے کپڑے پہننا۔ اپنے اسی جسم میں اسی طرح کے جسم میں اور بعض دفعہ وہ روحیں چھوٹا بھی دکھائی دیتی ہیں۔ آصفہ بیگم کو ہمارے بچوں نے بھی دیکھا اوروں نے دیکھا اصل عمر میں کبھی بہت چھوٹی عمر میں تو اس کو حقیقی کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ روح آئی تھی۔ وہ اپنی عمر بھی بدلتی پھرتی ہے۔ اس لئے وہ حضرت جبرائیل کے مواصلاتی نظام کا ایک حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے پیغام دینا چاہتا ہے اس کی اپنی خواہش اور تصور کے مطابق اس روح کو اسی شکل میں دکھا دیتا ہے۔ اور طمانیت قلب کی خاطر کہ یہ جو ہمارا نظام ہے تم لوگوں کا ایک تعلق گزرے ہوؤں سے ہم قائم کرتے ہیں یہ فرضی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی ہے جو ایسے آثار ظاہر فرما دیتا ہے۔ جو دنیا میں ہمیں ثبوت کے طور پر نظر آتے رہتے ہیں۔ کہ یہ جو واقعہ تھا یہ کسی ایسے شخص کا واقعہ نہیں ہے جو لاعلم ہو۔ کیونکہ ان باتوں کا علم بعض دفعہ صرف اس شخص کو تھا جو آیا ہے اور جس نے دیکھا ہے اس کو علم نہیں تھا مثلاً حضرت ممانی جان کے واقعہ میں بھی وہ الفضل آیا بند کا بند انہوں نے رکھ دیا کہ بعد میں دیکھوں گی ابھی وہ پڑھا بھی نہیں تھا۔ تو اس صفحے سے کھلا ہوا تھا تو ثابت ہو گیا کہ کوئی تعلق ہے یہ مراد نہیں کہ وہاں سے روح پڑھنے کے لئے آئی تھی۔ اگر روح جانا جائے تو پھر وہ مادی آنکھوں سے دیکھتی بھی ہے اور اس کا فوکس اسی طرح ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر اس کو پتہ نہیں چلتا۔ یہ ساری باتیں بچگانہ توہمات کی طرف لے جائیں گی جس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ سوائے اس کے کہ اسے کشف مانا جائے۔ اور ایسا کشف جو نفس کے ہیجان کے نتیجہ میں پیدا نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے انسانی دماغ اور قوت پر تصرف کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے پس وہ سارے واقعات جو خوابوں سے تعلق رکھتے ہیں یا کشوف سے اگر ان میں سچائی کے آثار ہیں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے انسان کو جو صلاحیتیں بخشی ہیں۔ ان پر قبضہ کیا ہے۔ اور ان کے ذریعے پھر یہ نظارے دکھائے ہیں۔ اور اپنے وجود کے ثبوت کے طور پر ان کو سچائی کی علامتیں ان نظاروں میں ساتھ شامل فرما دی ہیں۔

فرمودہ 11/ مئی 1994ء

تصویر کے بارہ میں دینی تعلیم اور ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود کی تصویر

حضور انور نے فرمایا جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے وہ تو واضح ہے کہ وہ تصویر جو حرام اور منع ہے وہ شرک والی تصویریں ہیں۔ ورنہ تو حضرت سلیمان کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر ایک لپٹے ہوئے کپڑے میں دکھائی گئی تھی اور جبرائیل نے کھول کر دکھایا کہ یہ وہ بچی ہے جو آپ کے لئے مقدر ہے۔ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کا یہی منشا ہے تو وہ ضرور میرے عقد میں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ آئندہ خطرے پیدا ہو سکتے ہیں کہ ان تصویروں کا ناجائز استعمال ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ کوئی کارڈ شائع کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی یہی رواج ہو گیا تھا۔ کارڈ کے پیچھے ایک میری تصویر لگا دیتے ہیں۔ جو مجھے بالکل پسند نہیں۔ اس کو عام اشتہاری رنگ دینا ناجائز ہے اور ضرورت سے زیادہ عزت کا مقام دے کر گھروں میں ایسی جگہ لٹکانا جس سے تعظیم کے غلط خیالات پیدا ہوں۔ وہ بھی میں پسند نہیں کرتا۔ ایک موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ خطرات ہیں جن کا بعض لوگوں نے اظہار کیا ہو گا۔ تو پھر تو بہتر ہے کہ اس کو صندوق میں بند کر کے رکھ دو۔ اور اگر کوئی آئے اور ضرورت مند ہو کہ میرے چہرے کو دیکھے اور شناخت کرے تو اس کو دکھا دیا کرو۔ پس حضرت مسیح موعود کی تصویر دکھانے کا اصل مدعا یہ ہے کہ آپ کو دیکھنے والی آنکھیں جو پہچان رکھتی ہیں۔ جن میں ایک شناخت کا مادہ ہے وقتاً فوقتاً دیکھ لیا کریں۔ اور جہاں دین کی تعلیم کا تعلق ہے وہاں کبھی کبھی آپ کا چہرہ سامنے نظر آ جائے تو مضمون کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اسے مستقلاً ایک نعوذ باللہ من ذلک ایک بت کی طرح چسپاں کر دیا جائے۔ چنانچہ بہت سی ویڈیوز ایسی مجھے ملیں جن میں جماعتوں نے

مسلسل تصویر سامنے رکھی ہوئی تھی۔ بلکہ بعض جماعتوں نے اپنی طرف سے اس میں فنی ایجادیں کر کے دکھایا

ہے کہ تصویر آگے بڑھ رہی پیچھے ہٹ رہی ہے ان کو میں نے بالکل Reject کر دیا ایسی تصویروں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا- پس مفہوم کو سمجھیں- حضرت مسیح موعود نے جو کھل کے روشنی ڈالی ہے- اس کے مضمون کو ذہن نشین کر کے اس سے متصادم ہوئے بغیر جو دلچسپیاں پیدا کر سکتے ہوں بے شک کریں- لیکن تصویر کو اس لئے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ خیالات کسی غلط طرف مائل ہوں-

اس تصویر میں اور عام تصویر میں فرق ہے- حضرت مسیح موعود کی تصویر کے ساتھ جو احترام کا گہرا تعلق ہے وہ آپ کی ذات سے منسلک ہے جو تصویر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے- اور اس ذات کے احترام کی وجہ سے احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ آئے گئے کی تصویریں روز مرہ دکھائی جاتی ہیں- کیا فرق پڑتا ہے- کسی کے دماغ کے گوشے میں بھی ذہن نہیں جا سکتا کہ اس کے ساتھ انسان سے بالا احترام وابستہ ہونے کا خطرہ ہے- پس جماعت کو ہر ممکن احتیاط اس میں کرنی ہوگی اور کرنی چاہئے- جذبات کی بات تو ٹھیک ہے- بڑا اچھا لگتا ہے کہ تصویریں دیکھی جائیں- جو پیارا وجود ہے اس کا چہرہ سامنے آئے- **مگر جذبات پر عقل کو بہرحال فوقیت حاصل ہے- اور مذہب کو عقل پر بھی فوقیت حاصل ہے- اس لئے مذہبی تقاضوں کو ہم کسی بھی قیمت پر نظر انداز نہیں کر سکتے-**

ریکارڈنگ
(منعقدہ 18 اگست 1995ء)

سوال: سورۃ نساء میں ہے کہ پوچھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ کی زمین اتنی وسیع تھی، تم نے ہجرت کیوں نہ کی اور دوسری طرف دروازے بند ہو رہے ہیں؟

جواب: یہ جو پوچھا جائے گا یہ ان سے پوچھا جائے گا جو ہجرت سے پہلے 'کے ابتلاء میں ناکام ہوئے' دوسرے سے نہیں پوچھا جائے گا- کیونکہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی ایسا ہوا اور قرآن کریم نے یہ بتایا کہ سوائے ان کے جو خدا کے راستہ میں گھیرے ہوئے ہیں اس لئے پوچھنا صرف ان کے لئے ہے جو ان تقاضوں کو جو صبر اور وفا کے ہیں اس ابتلاء میں پورا نہ کر سکے- اس وقت ہے کہ پھر تم نے ہجرت کیوں نہ کی- اگر ہجرت نہ کر سکیں تو (احصروا فی سبیل اللّٰہ) میں آئے گا- پھر ان کی دو قسمیں ہو جائیں گی- کچھ وہ جو تقاضے پورے کر سکے اور بہت ظلم برداشت کئے- وہ پھر اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں- کچھ جو نہیں کر سکے ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ ان کے متعلق خدا فیصلہ کرے گا کہ انہیں بخشے گا یا کیا ان سے سلوک کرے گا- کیونکہ دوسری آیت میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مطمئن بالایمان ہو اور دباؤ کے نتیجہ میں آ کر وہ ایسا کلمہ کہنے پر مجبور ہو جائے جو اس کے دین کے خلاف ہے تو ایسا شخص یا جو دل میں چھپاتا ہے اس کے متعلق اللہ فیصلہ فرمائے گا- یہ نہیں فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا' نہ یہ فرمایا کہ وہ ضرور بخشا جائے گا- فرمایا اس کا فیصلہ خدا پر ہے- کس حد تک دباؤ تھا' کس حد تک اس کو استطاعت تھی اور اپنی استطاعت کے تعلق میں اگر وہ دباؤ ہلکا تھا اور وہ ناکام ہو گیا تو کسی حد تک سزا پائے گا- اگر دباؤ زیادہ تھا تو پھر خدا اس کو سزا نہیں دے گا-

سوال: ایک دوست نے حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کا جو درثمین کے نام سے شائع شدہ ہے انگریزی اور دوسری زبانوں میں تراجم کروانے سے متعلق سوال کیا-

جواب: منظوم کلام کا ترجمہ بڑا مشکل کام ہے اور عام آدمی جرأت نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ کا قرب چھوڑ کر مضمون کی خاطر ہٹ جائے اور اگر ہٹتا ہے تو بعض دفعہ ایسی جگہ بھی ہٹ جاتا ہے جہاں ہٹنا نہیں چاہئے تھا- اور اپنے فہم کو مسیح موعود کا کلام ظاہر کر کے وہ ترجمہ کے طور پر پیش کر دیتا ہے (حاضرین میں سے مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے عرض کی کہ 'حضور! یہ پل صراط ہے')

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: بہت بڑا پل صراط ہے- نصف قرآن کریم (کے ترجمہ) میں اتنی Exercises ہو چکی ہیں- چودہ سو سال سے مسلسل علماء مشقیں کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے ہیں کہ بہت حد تک چمک گیا ہے لیکن ابھی بھی کوئی ترجمہ اٹھاؤ اس میں ایسے نقائص نظر آتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے- اب حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ تو دنیا کو تسلیم ہے کہ آج تک انگریزی زبان میں اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوا- ابھی بھی مصر میں یا کسی جگہ سوڈان میں کہیں ایک کمیٹی تھی- تمام دنیا میں انگریزی تراجم کا جائزہ لینے میں انہوں نے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ .Sher Ali is the best چوہدری صاحب (چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب) کا (ترجمہ) بہت اچھا ہے لیکن شیر علی کا ترجمہ تو بالکل اور چیز ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ترجمہ سے پہلے نفل پڑھتے تھے- کبھی بھی بغیر نفل کے ترجمہ شروع نہیں کیا اور نوافل بھی بہت اور اللہ نے ویسے بھی بڑا صاف ملکہ' ذہن عطا فرمایا تھا- انگریزی زبان پر بڑا عبور تھا- لیکن اب آپ وہ ترجمہ پڑھیں تو بسا اوقات انسان سمجھتا ہے کہ یہاں وہ مفہوم نہیں تھا جو ادا ہو گیا ہے- چونکہ اب ہمیں حق ہی نہیں ہے کہ اس ترجمہ کو کسی صورت میں تبدیل کریں اور نہ وہ جائز ہوگا' اس لئے ہم نے بیٹھ کر بہت سے ایسے پہلو جن سے خیال تھا کہ ترجمہ یہ بھی ممکن تھا اور مفہوم یہ ہونے کی بجائے یہ ہوتا تو بہتر تھا' ایک الگ ضمیمہ بنایا ہے اور اس کو حضرت مولوی صاحب کے ترجمہ کے ساتھ الگ ملا کر شائع کرنے کا خیال ہے- اسی طرح ملک غلام فرید صاحب کی جو چھوٹی تفسیر ہے اس میں بھی اور بڑی تفسیر میں بھی-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری محمد علی صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ وہی تھا جو میں نے آپ کو بھجوایا تھا' اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے ہیں بعض جگہ آپ نے نشان لگائے ہوں گے' سوال اٹھائے ہوں گے وہ اس طرح فائدہ نہیں دیں گے جب تک آپ پہلے مجھ سے سمجھیں نہیں کہ یہ کیوں تبدیلی کی گئی ہے اور زبان کے لحاظ سے بھی اگر کوئی سوال اٹھا ہے تو کیوں ایسا ہوا ہے- یہاں ہمارے مظفر کلارک کی زبان بہت اچھی ہے ماشاء اللہ اور بھی بعض اعلیٰ درجہ کے انگریزی دانوں نے بھی اس کو دیکھا اور انہوں نے جو سوال اٹھائے جب آ کے مجھ سے سمجھا تو اکثر سوال واپس لے لئے اور کہا کہ ہمیں سمجھ نہیں آئی تھی کہ کیوں یہ تبدیلی کی گئی ہے لیکن ہے ضروری- جہاں غیر ضروری تھی اس کو ہم نے پہلے ہی سب جگہ Withdraw کر لیا ہے- تو اس کو آپ بڑی جلدی مجھ سے وقت لے کر اس معاملہ کو طے کریں- اس کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت جاری رہے گی- اس کوشش کے بعد بھی یہ ناممکن ہے کہ ختم ہو جائے کیونکہ کلام الٰہی کے نہ مضامین ختم ہو سکتے ہیں نہ ان کے ترجمے کا حق ادا ہو سکتا ہے- اور عام شاعر کا بھی نہیں ہوتا' باقی تو چھوڑو- کلام الٰہی تو بہت ہی بلند و بالا چیز ہے- (یہ ترجمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے شائع ہو چکا ہے اور اب اس کے اگلے ایڈیشن کی تیاری کی جا رہی ہے)-

حضرت مسیح موعود کے کلام کا (ترجمہ) تو اس لئے مشکل ہے کہ اس کے روحانی معارف جب تک انسان کے دل پر جاری نہ ہوں وہ صحیح معنی سمجھ بھی نہیں سکتا- اور عام شعراء کا اس لئے کہ ان کی سوچ جس فضا میں اڑا کرتی تھی کسی کو اس فضا کا تجربہ ہوا ہو تو تبھی وہ اس کو پہچان سکتا ہے اور اس میں بعض دفعہ ادنیٰ فضا بھی مشکل ڈالتی ہے- آپ خواہ مخواہ اونچی باتیں کسی شاعر کی طرف منسوب کر دیں حالانکہ اس کی وہ اپچ ہی نہیں تھی- اس کی پہنچ ہی چھوٹی سی تھی- تو یہ سارے جو مسائل ہیں یہ ترجمہ سے تعلق رکھتے ہیں- عام نثر کا ترجمہ بھی مشکل ہے- لیکن شاعرانہ کلام کا اور بھی مشکل اور مقدس لوگوں کے کلام کا اور بھی زیادہ مشکل اور کلام الٰہی کا تو ایک بہت بڑا چیلنج ہے جو Exhaust ہو ہی نہیں سکتا-

درثمین کے متعلق میں نے خود ترجمہ کی تحریک کی تھی مجھے کئی لوگوں نے ترجمے بنا کر بھیجے ہیں- وہ دیکھ کر میں بالکل دل شکستہ ہو گیا ہوں- وہ بات بنی نہیں- بعض بڑے بڑے دعویٰ کرنے والوں نے بھی بھیجے- اس کو ہم نے کسی حد تک ٹھیک کیا ہے لیکن بہت محنت کا کام ہے- بعض دفعہ حضرت مسیح موعود کے بعض اشعار جب ترجمہ کے دوران آتے ہیں آج کل میں اپنے ریسرچ گروپ کو ٹرینڈ (Trained) کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کا ترجمہ کریں لیکن پہلا ترجمہ میرے ساتھ مل کر کریں- اور میں ان کو بتاؤں کہ کیوں یہ کرنا ہے اور کیوں یہ نہیں کرنا- اس ضمن میں جو مشکلات سامنے آئی ہیں وہ میں ان کو بتاتا جاتا ہوں کہ دیکھو تم بات سمجھے ہی نہیں تھے- اور بسا اوقات اس پہلے کئے ہوئے ترجمے کو سامنے رکھا جاتا ہے تب سمجھ آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کلام نہ سمجھنے کے نتیجہ میں کتنا بڑا سقم پیدا ہو گیا تھا- تو بہت احتیاط کی ضرورت ہے- پھر وہ ہٹتے ہوئے ڈرتے ہیں- یہ میں ان کو سمجھاتا ہوں کہ جہاں حضرت مسیح موعود کے کلام کے عرفان کا تقاضا ہے کہ اس زبان کے ظاہر سے ہٹ کر بیان کرو- وہاں لازم ہے یہ- وہاں وفا کا تقاضا ہے کہ ضرور ہٹو- کیونکہ جب تم لفظی طور پر دوسری زبان میں قریب رہو گے تو ایسا مضمون پیش کرو گے جو حضرت مسیح موعود کے اوپر ایک Reflection ڈالے گا- آپ کو نعوذ باللہ من ذالک غیر عارف کے طور پر پیش کریگا- تو یہ وفاداری نہیں ہے ترجمہ کے ساتھ' یہ بے وفائی ہے-

اس لئے اصل یہ ہے کہ اصل لفظوں کے قریب رہتے ہوئے جس حد تک مضمون سے وفا ممکن ہے لفظوں کے قریب رہیں- جہاں لفظی ترجمہ سے ہٹنا لازم ہے ورنہ مضمون کا حق ادا نہیں ہوتا وہاں ضرور ہٹنا پڑے گا- چونکہ یہ فیصلہ عام لوگوں کے لئے بڑا مشکل ہے اس لئے مجھے ساتھ بیٹھنا پڑتا ہے- ان کو میں تسلی دیتا ہوں- اگر یہ جرم ہے تو میں یہ جرم کر کے دکھا رہا ہوں- آپ دوسرا ترجمہ کوئی Replace کر کے دکھاؤ جو مسیح موعود کے مضمون کو بیان کر سکے' کلیۃً نہیں ہو سکتا- اس بارے میں جب وہ لاجواب ہو جائیں تو پھر میں بتاتا ہوں کہ یہ وجہ تھی کہ میں اس ترجمہ میں یہاں اتنا ہٹا ہوں- کیونکہ مضمون سے نہیں ہٹا لفظوں سے اور اردو کے طرز بیان سے ہٹا ہوں- (مثلاً) "اور" کا لفظ ہے- اب "و" جس طرح قرآن کریم میں پیاری لگتی ہے مگر انگریزی میں اتنے And ڈال دیں تو پڑھنے والے کی ہوش اڑ جائے گی- اس لئے اس میں کئی طریقے نکالنے پڑتے ہیں کہ "و" کا مضمون رہے کسی طریقہ سے لیکن ادلتا بدلتا رہے کہ اس میں کوئی ایسا تنوع پیدا ہو جائے کہ وہ دلکش لگے-

حضرت مسیح موعود کے ترجمہ میں ایک اور مشکل یہ ہے کہ بعض فقرے اور کے تعلق کی وجہ سے آدھے آدھے صفحے کے فقرے ہیں بعض ایک صفحے کے بھی ہیں اور ایک فقرہ شروع کیا صفحہ ختم ہو گیا دوسری طرف چلا گیا- پڑھتے وقت آدمی کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کوئی بہت بڑا فقرہ پڑھ رہا ہے کیونکہ ہر فقرہ اپنی ذات میں ایک مضمون پورا کر کے آپ کو ایک سانس دے دیتا ہے- پھر اگلے پہ چلتے ہیں پھر اگلے پہ- پھر آپ کو اگر اس کو توڑنا پڑے تو پھر مشکل لگتی ہے- تب سمجھ آتی ہے کہ اس کو آپ کہیں توڑ سکتے ہی نہیں- کئی دفعہ میں نے کوشش کی ہے کہ پہلے مضمون پر اقتباس چھوٹا کر لوں- ناممکن ہے- اس لئے اردو زبان میں لازم تھا کہ اتنا لمبا فقرہ استعمال کیا جائے- جس میں اور کے ذریعے چھوٹے چھوٹے مضامین جڑتے چلے جائیں اور اگلا فقرہ نہ بنے جب تک وہ مضمون پورا نہ ہو جائے- اب انگریزی میں آ کر جب یہ استعمال کرتے ہیں آپ کو لازماً پانچ چھ بعض دفعہ سات فقروں میں اس کو توڑنا پڑتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ مضمون کے ساتھ وفا کریں' اس کو نہیں چھوڑنا- Construction بے شک بدل دیں- جن بیچاروں نے ظاہری Construction رکھی ہے تو ایسا عجیب و غریب ترجمہ بعض دفعہ بنا ہے کہ مجھ سے بعض انگریزوں نے خود بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا اچھا تاثر نہیں پڑتا- اس سے تاثر بھی غلط پڑ جاتا ہے اور پھر لفظی ترجمہ کے اور نقصانات ہیں- اگر آپ یہ کہیں کہ جنت

باقی صفحہ 7 پر

بغداد شہر کی بنیاد عباسی خلیفہ المنصور نے رکھی

دریائے دجلہ پر واقع ایک عظیم الشان شہر۔ بغداد

آج کی تمام سائنسی ترقی اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ایجادات اسی شہر کی رہین منت ہیں

قسط اول

محمد زکریا ورک صاحب

دریائے دجلہ پر واقع اسلامی حکومت کا پانچ سو سال تک مرکزی مقام' الف لیلہ ولیلہ کی کہانیوں کا مرکز' تین اسلامی مکتب فکر کے بانیوں کا مسکن' علم و حکمت کا پانچ سو سال تک عالمی مخزن بغداد شہر ہے۔

پرانے زمانے میں عراق کے ملک کو میسو پوٹیمیا کہا جاتا تھا۔ اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان کے علاقہ کو فرٹائیل کریسنٹ کہا جاتا تھا۔ چونکہ انسانی تہذیب نے یہاں جنم لیا اس لئے اس کو Cradle of Civilization بھی کہا جاتا ہے۔ 4000ق م میں سومیریا کے لوگوں نے نہ صرف لکھنا شروع کیا بلکہ انہوں نے پہیہ بھی ایجاد کیا۔ سومیرین قوم نے ہی عورک Uruk اور ایرک Erech شہر بسائے تھے جن کا ذکر بائبل کی کتاب پیدائش 10:10 میں آتا ہے۔ پھر یہاں بابل شہر آباد ہوا جہاں حمورابی اور بخت نصر نے حکومت کی۔ اس علاقہ میں ار (UR) کا شہر ہے جہاں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام رہا کرتے تھے۔ سکندر اعظم نے بھی بغداد سے بیس میل دور ایک شہر بسایا تھا اور پھر دجلہ کے مشرقی کنارے پر میدائین Ctesiphon بھی تھا جو ایران کی ساسانی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ گویا بغداد سے پہلے یہاں بڑے بڑے شہر آباد ہو کر صفحہ ہستی سے معدوم ہو چکے تھے۔ بغداد دریائے دجلہ پر واقع ہے شہر کے پاس دریا کی چوڑائی 33 میٹر بنتی ہے۔ کچھ فاصلے پر دریائے فرات بہتا ہے جس کی وجہ سے بغداد کی زمین بہت ہی زرخیز ہے۔

بغداد کی تعمیر

بغداد شہر کی بنیاد عباسی خلیفہ المنصور نے 762ء میں رکھی۔ شہر گول دائرے کی صورت میں تھا اس میں چار دروازے تھے' شامی دروازہ' کوفی دروازہ' بصرہ دروازہ' اور خراسانی دروازہ۔ شہر کے چاروں طرف فصیل تھی جس کے ساتھ پانی تھا فصیل کے ساتھ شہزادوں کے محل' پھر سرکاری دفاتر اور عین درمیان میں خلیفہ کا عظیم الشان محل تھا۔ اس کے ساتھ مسجد تھی۔ خلیفہ المنصور نے شہر کی بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے خود رکھی تھی۔ شہر کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ افراد نے کام کیا جن میں لوہار' ترکھان' معمار اور سنگ تراش شامل تھے۔ چار سال کے عرصہ 762ء تا 766ء میں اس کی تعمیر پر پانچ لاکھ دینار خرچ آیا تھا۔ خلیفہ کے محل کا رقبہ ایک میل کے برابر تھا۔ جس کے اندر اس کی بیویوں۔ لونڈیوں' غلاموں اور باڈی گارڈز کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کئے گئے تھے۔ فصیل کی دیوار کی اونچائی 80 فٹ تھی گھوڑا سوار گھوڑے پر سوار ہو کر دیوار پر جا سکتا تھا جس کی چوڑائی 40 فٹ تھی۔

ایک خاص چیز عمارتوں کی تعمیر میں یہ تھی کہ ہر ایک کے اوپر سبز رنگ کا گنبد بنایا گیا تھا جس کی چھت 130 فٹ اونچی تھی۔ شہر کے اردگرد چار دروازوں کے گیٹ اتنے اونچے تھے کہ گھوڑا سوار نیزہ اوپر کر کے ان میں سے گزر سکتا تھا ان گیٹوں پر لگے لوہے کے دروازے اتنے بھاری تھے کہ ان کو کھولنے کے لئے کئی نوجوان سپاہیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ شہر کا سرکاری نام دارالسلام تھا مگر اس کے نقشہ کی وجہ سے لوگ اسے گول شہر کہتے تھے۔ جبکہ شاعر اپنے شعروں میں اس کو الزوراء Winding city کہتے تھے۔

شہر کے تعمیر ہوتے ہی اس کے اردگرد دیگر عمارتیں' مساجد' دفاتر اور پبلک باتھ بننا شروع ہو گئے۔ شہر میں پانی لانے کے لئے نہریں تعمیر کی گئیں۔ مشرق میں یہ شہر استنبول سے کسی صورت سے کم نہ تھا بلکہ علمی لحاظ سے اس کو استنبول پر فضیلت حاصل تھی۔ یہ شہر پانچ سو سال تک یعنی 750ء سے 1258ء تک مسلمانوں اور دنیا کی نگاہوں کا مرکز بنا رہا۔

چونکہ یہ ایران سے قریب تھا اس لئے جلد ہی ایرانی خواتین اور لونڈیاں محل کے اندر فیشن بن گئے۔ عباسی خاندان کے 37 خلفاء نے یہاں خلافت کی اور ان میں سے صرف ایک خلیفہ کے والدین کا تعلق قریش قبیلہ سے تھا۔ المنصور نے سب سے پہلے ایرانی طرز کا تاج پہننا شروع کیا اور ایرانی طرز کی پگڑی کو رواج دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے محل کے تمام وزراء' امراء اور خادم بھی ایرانی طرز کا لباس زیب تن کرنے لگے۔

بغداد میں رفتہ رفتہ معاشی اور سیاسی تبدیلی آتی گئی اور یہاں بزنس مین' مرچنٹس علماء اور سکالرز کی ایک نئی نسل نے جنم لیا جن کا تعلق عرب قوم سے نہ تھا۔ شہر میں خلافت اسلامیہ کے ہر ملک سے مال فروخت کے لئے آنے لگا۔ البتہ اس تبدیلی میں صرف دو چیزیں قائم رہیں ایک تو مذہب اسلام اور دوسرا عربی زبان۔

بغداد میں جن سیاسی اداروں نے رواج حاصل کیا ان میں وزارت کا سیاسی ادارہ تھا اس ضمن میں برمکی خاندان کا نام بہت چمکا۔ خالد برمکی خلیفہ المنصور کا پولیٹیکل ایڈوائزر تھا جب ہارون الرشید 786ء میں خلیفہ بنا تو اس نے خالد برمکی کے بیٹے یحییٰ برمکی کو وزیر مقرر کیا یحییٰ نے اپنے دو بیٹوں ابو الفضل اور جعفر کے ساتھ مل کر عنان حکومت کو سترہ سال تک 786ء تا 803ء سنبھالے رکھا۔ جعفر کو تحریر و تقریر میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ اس کو اہل سیف کی بجائے اہل قلم کی نسل پیدا کرنے کا کریڈٹ دیا جاتا ہے۔

ہارون الرشید

بغداد کا روشن ترین دور خلیفہ ہارون الرشید (786ء۔ 806ء) کا تھا۔ اس دور میں تین چیزوں نے اس کو عزت دوام دی۔ سیاسی شہرت۔ اقتصادی خوشحالی۔ اور علمی کارنامے۔

خلیفہ المہدی نے 782ء میں اپنے بیٹے ہارون کو استنبول پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے کر بھیجا تھا۔ ہارون اس مہم میں اس قدر کامیاب رہا کہ بازنطینی حکومت نے 90 ہزار دینار ہر سال تاوان دینے کا وعدہ کیا۔ اس بے مثال کامیابی کی وجہ سے ہارون کو الرشید کا اعزازی خطاب دیا گیا۔ ہارون کا نام اس کے بعد زبان زد عام ہو گیا۔ مشرق میں ہارون کا ستارہ بام عروج پر تھا جبکہ مغرب میں فرانس کے بادشاہ شارلیمان کا طوطی بولتا تھا۔ دونوں نے آپس میں سفیروں اور تحائف کا تبادلہ کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہارون نے اس کو ایک گھڑی تحفہ میں بھیجی تھی یوروپ میں اس سے پہلے کسی نے گھڑی ابھی تک نہیں دیکھی تھی۔ یوروپ میں ہارون کو Aaron,King of persia کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

بغداد اپنے رقبہ کے لحاظ سے دنیا میں استنبول سے ذرا کم تھا۔ شہر کی اقتصادی حالت اتنی اچھی تھی کہ بصرہ اور سراف کی بندرگاہیں دنیا کی مصروف ترین بندرگاہیں تھیں۔ بازاروں میں چاول' گندم' کپڑا' لبنان سے گلاس کی بنی اشیاء اور شام کے پھل' عرب کے موتی' انڈیا کی معدنیات اور کپڑے رنگنے کی سیاہی' سینٹرل ایشیا سے کپڑے اور افریقہ کے غلام اور ہاتھی دانت کی بہتات رہتی تھی۔ اس زمانے کے بغدادی تاجر گویا موجودہ زمانے کے ارب پتی ہوتے تھے ہارون الرشید نے ایک تاجر کی جائیداد جب ضبط کی تو یہ پچاس ملین دینار تھی جبکہ ہارون کی والدہ کی جائیداد 160 ملین دینار تھی۔ ہارون الرشید کی وفات پر اس کے بیت المال میں 990 ملین دینار موجود تھے۔

ہارون الرشید علم کا دلدادہ تھا۔ علماء' دانشور' شاعر' موسیقار' ڈانسر' مذاق سنانے والے' نقال' کتوں اور مرغوں کو لڑانے والے سب اس کے دربار میں موجود رہتے تھے۔ شاعروں میں سے اس کا محبوب شاعر ابو نواس تھا اور موسیقاروں میں سے اس کا پسندیدہ ابراہیم الموصلی تھا جس کی ماہانہ تنخواہ دس ہزار درہم تھی۔ ہارون کی بیگم زبیدہ کے فیشن کو دیکھ کر رعایا فیشن کیا کرتی تھی۔ اس کے کھانے کی میز پر پانی یا مشروبات پینے کے لئے برتن سونے یا چاندی کے بنے ہوتے تھے جن میں جواہرات لگے ہوتے تھے۔ ہارون کے ایک بھائی نے ایک بار اس کی دعوت کی تو میز پر 150 قسم کی مچھلیوں کی آنکھیں رکھی ہوئی تھیں جنکی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔

سیکنڈے نیویا کے ممالک میں عباسی دور کے سکے دریافت ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عرب بزنس مین اتنی دور کے سفر کیا کرتے تھے اور یہ کہ دینار اس وقت کی بین الاقوامی کرنسی تھی۔

بغداد کا یورپ پر احسان

آٹھویں صدی میں لاطینی' سنسکرت' فارسی' اور سریانی زبانوں میں علم کا تمام ذخیرہ موجود تھا۔ اس کے علم ذخیرہ کو عربی میں ترجمہ کر کے منتقل کرنے کا کام المنصور کے عہد خلافت میں شروع ہوا اور مامون کے دور میں قدرے اختتام کو پہنچا۔ بغداد کے دانش وروں نے ریاضی' اسٹرانومی' میڈیسن' فلاسفی کی کتابوں کو حاصل کرنے' ترجمہ کرنے اور ان کی کاپیاں بنا کر پھیلانے کا کام جو شروع کیا وہ اگلے دو سو سال (نویں اور دسویں صدی) تک جاری رہا۔ ایسی ہی ترجمہ کی تحریک یورپ میں بارہویں صدی میں شروع ہوئی جب ٹولیڈو کے شہر میں ترجمہ نگاروں نے عربی سے اس تمام سائنسی سرمایہ کو یورپ کی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا جس سے یورپ میں نشاۃ ثانیہ ظہور پذیر ہوئی۔

بغداد نے علمی اور سیاسی دارالخلافہ ہونے کی حیثیت سے اتنی ترقی حاصل کی کہ روم' ایتھنز' استنبول' اور یروشلم کا مقابلہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ بغداد سے یہ علمی ذخیرہ اسلامی سپین پہنچا جہاں طلیطلہ نے بغداد کو مات کر دیا۔ تب یوروپین سکالرز اسلامی سپین کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔ جب ان عالموں نے عربی زبان سیکھی اور مسلمانوں سے روابط قائم کئے تو ان کو احساس ہوا کہ عربی میں علم کا کتنا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔ ٹھوس حقیقت تو یہ ہے کہ اگر بغداد کے عالموں نے علم کے اس سرمایہ کو محفوظ نہ کیا ہوتا تو یورپ آج بھی اپنے سیاہ دور میں ہوتا۔

ترجمہ کی تحریک

کتابوں کے تراجم کا کام سریانی زبان سے عربی زبان میں شروع ہوا کیونکہ یونانی زبان سے اکثر کتابیں سریانی میں ترجمہ ہو چکی تھیں اور سریانی عراق میں اس وقت بولی جاتی تھی۔ تاہم اس کے بعد یونانی زبان سے عربی زبان میں براہ راست تراجم کا کام شروع ہوا۔ یہ تمام کام نویں اور دسویں صدی میں انجام پایا جبکہ یونانی زبان میں موجود علم کا تمام ذخیرہ عربی میں

منتقل ہوگیا۔

عربی زبان میں ترجمہ کی اس تحریک کا کام دو مسودات سے شروع ہوا جو خلیفہ المنصور 754ء-775ء کے دربار میں انڈیا سے لائے گئے تھے۔ ایک مسودہ ریاضی کا تھا اور دوسرا اسٹرانومی کا۔ سنسکرت سے ان مسودات کے تراجم عربی میں کئے گئے اور یوں اسلامی دنیا ان علوم سے بہرہ ور ہوئی۔ ریاضی کی یہ کتاب انڈیا کے سائنسدان برہم گپتا کی سدھانتا تھی جس کا ترجمہ عربی میں سندھ ہند کے نام سے کیا گیا۔ ہندوستان سے ہی ریاضی کے ہندسے ایران ہوتے ہوئے عربوں میں آئے اور عربوں سے یہ یورپ پہنچے۔ اس لئے یورپ میں ان کو عربی ہندسے کہا جاتا ہے۔ صفر کی ایجاد عربوں نے کی جس کے معنی خالی کے ہوتے ہیں۔ یورپ میں اس وقت ہندسے لاطینی حروف میں لکھے جاتے تھے۔ اس لئے ان عربی ہندسوں کے آتے ہی علم ریاضی میں انقلاب آ گیا۔ آج کمپیوٹر میں خیرہ کن ترقی ان ہندی یا عربی ہندسوں ہی کی مرہون منت ہے۔

شطرنج بھی ہندوستان سے ایران کے راستے عربوں میں پہنچی اور وہاں سے یورپ پہنچی۔ یورپ میں شطرنج کا ذکر سب سے پہلی بار کنگ الفانسو آف کاسٹیل (سپین 1282-1252) کی ایک کتاب میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ لٹریچر میں المنصور کے دور خلافت میں فارسی کی کتاب کلیلہ ودمنہ کا ترجمہ عربی ابن المقفع نے کیا۔ یہ کتاب شارٹ سٹوریز کی کتاب تھی۔ یہ عربی زبان میں پہلا ادبی شاہکار تھی۔ دوسری ادبی کتاب جس کا ترجمہ نویں صدی میں فارسی سے ہوا وہ ہزار افسانہ (الف لیلہ ولیلہ) تھی۔ انگلش میں اس کا ترجمہ Arabian Nights کے نام سے ہوا اور بہت مقبول عام ہوئی۔ کیونکہ اس وقت تک یورپ میں کہانیوں کی یا ادب کی کوئی کتاب موجود ہی نہ تھی۔

المنصور نے ایران کے شہر جندیشاپور کے ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر ابن بخت تیشو کو اپنے علاج کے لئے بلوایا۔ جلد ہی یہ اس کا درباری طبیب بن گیا اور پھر اس کی چھ نسلوں نے درباری طبیبوں کے فرائض انجام دئے۔ ابن بخت تیشو کا ایک پوتا جبریل ہارون الرشید کا چیف فزیشن تھا۔ بغداد میں سب سے پہلے ہسپتال جندیشاپور کی طرز کا جبریل نے ہی بنایا تھا۔ المنصور ہسپتال بغداد میں ابھی تک موجود ہے۔

بطلیموس کی کتاب Megale Syntaxes کا ترجمہ عربی میں کیا گیا عربی میں اس کے نام ساتھ ال لگنے سے اس کا نام کتاب المجسطی رکھا گیا جس کے معنی ہیں عظیم کتاب۔ اس کا ترجمہ الحجاج ابن یوسف ابن مطار نے 827ء میں کیا تھا۔ ابن مطار پہلا شخص تھا جس نے اقلیدس کی کتاب Elements کا ترجمہ کیا۔ وہ جیومیٹری کا ماہر تھا اس کی کتاب مقدمات اقلیدس کا ترجمہ 1893ء میں ڈینش زبان میں کیا گیا۔

بیت الحکمۃ کی بنیاد

بغداد کی اصل اہمیت اقتصادی خوشحالی میں نہیں تھی بلکہ یہ علمی کارناموں میں تھی۔ مامون الرشید کے دور خلافت میں اس کے حکم پر یونانی کتابوں کے عربی میں تراجم کا کام پورے زوروں پر پہنچ گیا۔ اس نے بغداد میں بیت الحکمۃ کے نام سے 830ء میں ایک اکیڈمی کی بنیاد رکھی جس نے ایران کی جوندی شاپور کی میڈیکل اکیڈمی کو مات کر دیا اور سائنس میں ریسرچ کا ایڈوانس سینٹر بن گئی۔ اس پر اس نے 2 لاکھ دینار خرچ کئے تھے۔ اس اکیڈمی میں ایک لائبریری تھی' ایک رصدگاہ' سائنسدانوں کے قیام کے لئے مکانات' سائنسی ساز و سامان اور ایک دارالترجمہ تھا۔ ہر مذہب' ہر قوم کے سائنسدان کو یہاں ریسرچ کرنے کی اجازت تھی۔ اس کا پہلا ڈائریکٹر ابن مساویح تھا اور تیسرا ڈائریکٹر حنین ابن اسحٰق تھا جس نے جالینوس کی تمام طبی اور فلاسفی کی کتابوں کے مجموعہ کا ترجمہ عربی میں کیا' اس کے علاوہ ارسطو کی فزکس اور پرانے عہد نامہ کا یونانی سے ترجمہ کیا' حنین کے شاگردوں نے افلاطون Plato' بقراط Hippocrates' اقلیدس Euclid' فیثا غورث Pythogares بطلیموس' Ptolemy' کی کتابوں کے عربی میں تراجم کرنے کے ساتھ خود بھی ریاضی' کیلکولس اور اسٹرانومی میں اضافے کئے۔ حنین خود یونانی زبان سے واقف تھا اس نے بازنطینی مملکت کے سفر کئے تا پرانے مسودات تلاش کر کے عراق لائے۔

حنین نے جالینوس کی 20 کتابیں یونانی سے سریانی میں اور 99 عربی میں ترجمہ کیں۔ نیز سولہ تراجم پر نظر ثانی کی۔ یوں وہ طبی کتابوں کا سب سے عظیم مترجم تھا۔ اس نے امراض چشم پر خود ایک کتاب لکھی جو شاید دنیا میں اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ہر وہ کتاب جس کا اس نے ترجمہ کیا اس کے وزن کے برابر مامون الرشید نے اس کو معاوضہ میں سونا دیا۔ حنین کے ان تراجم کے چند پرانے مسودات استنبول کی آیا صوفیا مسجد میں ابھی تک محفوظ ہیں۔

تراجم کے کام کے لئے دو طریق استعمال کئے گئے (1) ایک تو یہ کہ یونانی لفظ کو جوں کا توں عربی میں لکھا گیا جو کہ لفظی ترجمہ بن گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ عربی میں ٹیکنیکل الفاظ نہیں تھے دوسرا طریقہ جو حنین کے دارالترجمہ نے استعمال کیا وہ یہ کہ پورے فقرہ کو پڑھو اس کا مفہوم سمجھو اور اس کو عربی میں لکھ دو۔ یاد رہے کہ یونانی اس وقت ایک مردہ زبان تھی اور اس میں بہت سارے ٹیکنیکل الفاظ تھے جن کے مساوی الفاظ عربی میں نہ تھے اس لئے بعض دفعہ یونانی لفظ کو عربی میں جوں کا توں لکھ دیا گیا جیسے ارتھ میٹک' فزکس' کیمسٹری' جیو گرافی' میوزک (بعد میں عربی میں ایسے الفاظ کا اختراع ہوگیا جیسے علم الحساب' علم طبیعات' فلسفہ' جغرافیہ)۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی** مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 34766 میں ڈاکٹر وسیمہ توصیف زوجہ توصیف احمد احسن قوم آرائیں پیشہ ڈاکٹر عمر 35 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 3 صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 1-12-2002 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم -/25000 روپے۔ 2۔ طلائی زیورات وزنی 253 گرام 540 ملی گرام مالیتی -/120800 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/6685 روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد ڈاکٹر وسیمہ توصیف زوجہ توصیف احمد احسن کوارٹر نمبر 3 صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد نمبر 1 محمود احمد وصیت نمبر 26750 گواہ شد نمبر 2 شیخ محمد نعیم وصیت نمبر 19376

مسل نمبر 34767 میں رضیہ ناصر بنت ناصر احمد ملہی قوم ملہی جٹ پیشہ طالب علمی عمر 21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 51 تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 19-12-2002 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات وزنی ڈیڑھ تولہ مالیتی -/7000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ رضیہ ناصر بنت ناصر احمد ملہی کوارٹر نمبر 51 تحریک جدید ربوہ گواہ شد نمبر 1 ناصر احمد ملہی والد موصیہ گواہ شد نمبر 2 ارشاد احمد ملہی وصیت نمبر 23639

مسل نمبر 34768 میں حافظ عبدالسلام مبشر ولد عبدالمجید قوم راجپوت بھٹی پیشہ طالب علمی عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالنصر غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 9-9-2002 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد حافظ عبدالسلام مبشر ولد عبدالمجید دارالنصر غربی ربوہ گواہ شد نمبر 1 محمد نصر اللہ ولد برکت اللہ مرحوم دارالنصر غربی ربوہ گواہ شد نمبر 2 وحید احمد ریحان ولد ملک احمد خان ریحان دارالنصر غربی ربوہ

مسل نمبر 34769 میں بشیر احمد خان ولد مجید احمد خان مرحوم قوم پٹھان پیشہ مربی سلسلہ عمر 33 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیکٹری ایریا ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکرہ آج بتاریخ 1-12-2002 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ترکہ والد محترم مکان برقبہ 10 مرلے واقع فیکٹری ایریا ربوہ کا 2/20 حصہ مالیتی تقریباً -/30000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/3982 روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد بشیر احمد خان ولد مجید احمد خان مرحوم فیکٹری ایریا ربوہ گواہ شد نمبر 1 صدیق احمد منور ولد میاں مہر الدین صاحب مرحوم فیکٹری ایریا ربوہ گواہ شد نمبر 2 سلطان بشیر طاہر ولد سلطان محمود فیکٹری ایریا ربوہ

احمدی انجینئروں کو ٹیکنالوجی کے میدان میں دنیا میں صف اول میں ہونا چاہئے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اکبر صاحب کارکن دفتر وصیت تحریر کرتے ہیں کہ میرے بھائی مکرم محمد اکرم صاحب لیبارٹری ٹیکنیشن بلڈ بنک ربوہ ولد مکرم محمد انور صاحب سابق کارکن امور عامہ ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد بعمر 41 سال 4 اپریل 2003ء بروز جمعۃ المبارک وفات پاگئے۔ اسی دن بیت السلام دارالیمن وسطی میں مکرم مقصود احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں قبر تیار ہونے پر انہوں نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ والدین دو بھائی اور تین بہنیں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ولادت

مکرم برکت اللہ صاحب کارکن نظارت علیاء تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیٹی مکرمہ امۃ الوکیل صاحبہ اہلیہ مکرم کاشف نسیم صاحب حال مقیم جرمنی کو 6۔اپریل 2003ء کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کا نام عطیہ المصور عطا فرمایا ہے بچی خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو دین کی سچی خادمہ اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرمہ مبشرہ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد شاہد بھٹی صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتی ہیں کہ میری والدہ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صدیق صاحب ڈرائیور خدام الاحمدیہ مختلف عوارض کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

مکرم چوہدری رفعت احمد صاحب آفیسر پی آئی اے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 9 اپریل 2003ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منیب احمد عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود پروفیسر خلیل احمد صاحب صدر مجلس نابینا ربوہ کا نواسہ اور مکرم چوہدری منیر احمد صاحب اسسٹنٹ، بنک فیصل آباد کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صالح، باعمر اور خادم دین بنائے۔

بقیہ صفحہ 1

(B گریڈ) ہونا ضروری ہے۔

4۔ قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔

5۔ مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو۔

6۔ انٹرویو بورڈ کے تحریری اور زبانی امتحان میں پاس ہو۔

7۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق صحت درجہ اول ہو۔ (میڈیکل چیک اپ انٹرویو میں کامیابی کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوگا)

(وکیل الدیوان: تحریک جدید ربوہ)

بقیہ صفحہ 2

بچوں نے تعلیمی اور تفریحی پروگرامز سے خوب لطف اٹھایا۔ بچوں کی سہولت کے لئے ہمہ وقت ایلو پیتھ اور ہومیو پیتھ ڈاکٹرز بیت الفتوح میں موجود رہے۔ رہائش اور خوراک کا انتظام مجلس انصار اللہ یو کے کے سپرد تھا۔ بڑی عمر کے بچوں کی رہائش کا انتظام بیت میں تھا جب کہ دیگر بچوں کو شوریٰ ہال میں ٹھہرایا گیا۔ بعض بچوں کو نماز عشاء کے بعد گھر جانے کی اجازت تھی۔

امتحانات:۔ 19 اکتوبر کی صبح بچوں کا امتحان لیا گیا جس میں قریباً تین سو بچوں نے حصہ لیا۔ شام کو اختتامی تقریب سے قبل خاکسار نے دوم اور سوم آنے والے بچوں کو انعامات اور تمغہ جات تقسیم کرنے کی سعادت پائی۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب 24 اکتوبر 2002ء کی شام کو بیت الفتوح کے طاہر ہال میں زیر صدارت مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد محترم خان صاحب نے اول آنے والے بچوں میں انعامات اور تمغے تقسیم کئے۔ پھر مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب سیکرٹری تربیت یو کے و ناظم اعلیٰ کلاس نے رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر یو کے نے بچوں اور ان کے والدین سے خطاب کیا۔

اختتامی اجلاس میں بچوں کی حاضری 275 تھی جو کہ دوسرے روز 339 ہوگئی۔ اور امتحان میں تقریباً تین صد بچوں نے حصہ لیا۔

(اخبار احمدیہ برطانیہ دسمبر 2002ء و جنوری 2003ء)

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

عراقی تیل کے ذخائر پر قبضہ امریکہ نے عراقی تیل کے تمام ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ام قصر میں سات ہزار عراقی جنگی قیدیوں کے فرار ہونے کی کوشش ناکام بنادی گئی ہے۔

شام کو امریکی دھمکی امریکہ نے شام کو دھمکی دی ہے کہ وہ صدام حکومت کے اہلکاروں کی مدد دہشت گردی کی حمایت اور وسیع تباہی کے ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش پر اس کے خلاف اقتصادی، سفارتی اور دیگر پابندیاں لگانے پر غور کر رہا ہے۔ وائٹ ہاؤس نے شام کو دہشت گرد ملک قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کے پاس اعصابی گیس موجود ہے۔ جبکہ سٹرا نے اپنے بیان میں کہا کہ شام اگلا نشانہ نہیں لیکن وہ صدام کی مدد کر رہا ہے۔ شام کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ وہ امریکہ سے مذاکرات اور ہتھیاروں کی معائنہ کاری کیلئے تیار ہے اور کہا ہے کہ اسرائیل کے مہلک ہتھیاروں پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پاس کیمیاوی ہتھیار نہیں ہیں۔ بش غلط کہتے ہیں۔

امریکہ شام کو دھمکی دینا بند کرے یورپی یونین کی خارجہ پالیسی کے سربراہ خاویئر سلانا نے کہا ہے کہ امریکہ شام کو دھمکیاں دینا بند کرے۔ خطہ ایک مشکل عمل سے گزر رہا ہے۔ عراق کی تعمیر نو کے لئے اقوام متحدہ مرکزی کردار ادا کرے۔ عراق کی حکومت جلد از جلد عراقی عوام کے سپرد کر دی جائے۔

پراسرار بیماری چین میں پراسرار بیماری سے مزید 4۔افراد اور ہانگ کانگ میں 7۔افراد ہلاک ہو گئے۔ 50۔نئے مریض دریافت ہوئے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے بیماری کے جرثومے تلاش کرنے شروع کر دیئے ہیں۔

امریکہ کے رویہ پر تنقید امریکہ کی طرف سے شمالی کوریا کے ساتھ ایٹمی بحران پر براہ راست مذاکرات کرنے سے انکار پر روس کے نائب وزیر خارجہ نے شدید تنقید کی ہے۔ روس کئی بار شمالی کوریا ایٹمی بحران حل کرنے میں مدد کی پیش کش کر چکا ہے لیکن امریکہ نے کبھی حوصلہ افزا جواب نہیں دیا۔ امریکہ بحران کو پیچیدہ بنا رہا ہے۔

بدامنی روکنے کی کوشش عراق کے تمام شہروں میں لوٹ مار کا سلسلہ جاری ہے۔ اتحادیوں نے کہا ہے کہ امن قائم کرنے میں وقت لگے گا۔ بدامنی روکنے کیلئے برطانوی مشیر بلائے گئے ہیں۔ بغداد میں صدام دور کی پولیس اور انتظامیہ نے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں۔ بغداد میں رضا کاروں کی بھرتی کی جا رہی ہے نعشیں اکٹھی کر کے سپرد خاک کا کام شروع کر دیا گیا ہے ہسپتالوں میں امریکی فوج کا پہرہ ہے۔ شہری فضائی نگرانی کی جا رہی ہے۔ بغداد میں امن کی کوششوں کے نتیجہ میں دکانیں کھلنا شروع ہو رہی ہیں۔ نیز سڑکوں پر گاڑیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔

صدام کے آبائی شہر تکرت پر قبضہ اتحادی فوج نے صدام حسین کے آبائی گاؤں تکرت پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ فدائین اور ریپبلکن گارڈز کی مزاحمت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مزار پر بمباری امریکی بمباری سے بغداد میں موجود حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ بمباری سے مزار کا مینار اور مرکزی دروازہ شہید ہو گیا ہے۔

بغداد میں تعفن پھیل گیا انصار ٹرسٹ نے بغداد بصرہ، نجف اور کربلا سمیت دیگر شہروں میں امدادی کاروائیاں شروع کر دی ہیں بغداد اور عراق کے مختلف شہروں و مقامات پر سڑکوں اور گلیوں میں سر عام انسانی لاشیں اب تک بکھری پڑی ہیں۔ اور اب گرمی سے گلنے اور خراب ہونے کے باعث تعفن پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ بغداد، بصرہ، نجف اور کربلا میں قیامت کا سماں ہے۔ ہر گھر سے آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ خوفزدہ لوگ اپنے عزیزوں کے اعضاء ڈھونڈتے نظر آتے ہیں۔ نعشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں۔

7 مسلم تنظیموں پر پابندی نیوزی لینڈ نے سات مسلم تنظیموں کو دہشت گردی کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے ان پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اور کہا ہے کہ ان کی مدد یا حمایت کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے گی۔ ان تنظیموں میں لشکر جھنگوی، اسلامی رجمنٹ، حکمت یار، اسلامک انٹرنیشنل بریگیڈ ریادس سلحن، بٹالین۔ انٹرنیشنل نیدر لینڈ اور بٹالین آف چیچن شہدا شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ بٹالین۔ انٹرنیشنل نیدر لینڈ، اسلام رجمنٹ اور اسلامک بریگیڈ کا تعلق القاعدہ سے ہے۔ جبکہ حکمت یار کا افغانستان اور لشکر جھنگوی کا پاکستان سے تعلق ہے۔

بقیہ صفحہ 4

پانے کا آسان رستہ۔ اردو میں بعض ایسے محاورے رائج ہیں اور سمجھتے ہیں لوگ اور انگریزی میں اگر اس کو ایک Cheap Prescription یا Device for reaching the Heaven کہہ دیں تو بڑی خوفناک چیز ہے بہت ہی بد تاثر پڑتا ہے۔ ایک دفعہ ریویو کے حوالہ سے ایک انگریز نے مجھے دکھایا تھا۔ اس نے کہا یہ دیکھیں کتنا خوفناک تاثر پڑتا ہے۔ کیوں آپ لوگ اس کو ٹھیک نہیں کراتے۔ میں نے کہا ہمارے پاس سکالرز کی کمی ہے۔ ہمارے پاس انگریزی دان ہیں۔ ہمارے پاس کسی حد تک اردو دان ہیں مگر دو زبانوں کا عالم ہونا بہت مشکل ہے۔ بہت ہی مشکل کام ہے برابر کا توازن رکھنا۔ اور جس زبان کا ترجمہ ہو اس زبان پر زیادہ عبور ضروری ہے۔

ملکی خبریں

ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ میں طلوع وغروب

بدھ	16۔اپریل	زوال آفتاب	12-09
بدھ	16۔اپریل	غروب آفتاب	6-40
جمعرات	17۔اپریل	طلوع فجر	4-10
جمعرات	17۔اپریل	طلوع آفتاب	5-36

دہلی کا بغداد اور کابل بننے کا وقت آ گیا

وفاقی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ پاکستان کی بجائے نئی دہلی کا بغداد اور کابل بننے کا وقت آ گیا ہے بھارت پر حملے کے لئے امریکہ کو دعوت نہیں دیں گے۔ دشمن کی جغرافیائی حدود اور تاریخ تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بقا کا راز پاکستان سے مذاکرات میں ہے۔ دشمن کی طرف سے جارحیت کا مسلط کیا جانا اسے سوویت یونین کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا باعث بنے گا۔

پاکستان میں عراقی سفارتخانے نے کام بند کر دیا

وزارت خارجہ کے ترجمان عزیز احمد خان نے کہا ہے کہ ہمسایہ ملک کے جوہری ہتھیار اور میزائلوں سے لاحق خطرات کے ازالہ کیلئے پاکستان نے ایٹمی ہتھیار اور میزائل بنائے ہیں۔ پاکستان کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے دوسرے ہتھیار نہیں ہیں۔ پاکستان ایٹمی عدم پھیلاؤ اور کیمیکل اینڈ بائیولا جیکل ہتھیاروں کے متعلق اقوام متحدہ کے کنونشنوں کا حامی ہے اور ان پر عمل پیرا ہے۔ پاکستان پری ایمپٹو اٹیک (حملہ برائے حفظ ماتقدم) کے اصول کے خلاف ہے۔ ہم تمام ایشوز اقوام متحدہ کے ذریعے طے کرنے کے اصولوں کے علمبردار ہیں۔ شام پر امریکہ کو حملہ کرنے کی بجائے کیمیکل ہتھیاروں سمیت سارے امور اقوام متحدہ میں طے کرنے چاہئیں۔ عراق میں لوٹ مار اور عدم تحفظ کے حالات تشویشناک ہیں۔ عراقی تعمیر نو کے ٹینڈرز میں پاکستانی نجی شعبہ ٹینڈرز دے گا۔

حرکت المجاہد العالمی کے امیر اور نائب امیر کو سزائے موت

امریکی قونصلیٹ بم دھماکہ کیس میں دو ملزمان کو سزائے موت اور دو کو عمر قید کی سزا جبکہ ایک ملزم محمد اشرف کو بری کر دیا گیا۔ کراچی میں انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج نے حرکت المجاہدین کے امیر محمد عمران صدیق اور نائب امیر محمد حنیف کو سزائے موت سنائی ہے جبکہ دیگر دو ملزمان کو عمر قید کی سزا سنائی۔ سزا پانے والے چاروں ملزمان کو پانچ پانچ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا بھی سنائی گئی ہے۔ سنٹرل جیل اور پورے شہر میں سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے وکلاء نے کہا کہ یہ فیصلہ اعلیٰ عدالت میں چیلنج کریں گے۔ یاد رہے کہ 14 جون 2002ء کو بم دھماکے میں 12۔افراد ہلاک ہوئے تھے۔

جنرل مشرف آئینی صدر نہیں ہیں

اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ جنرل مشرف آئینی صدر ہیں نہ ایل ایف او آئین کا حصہ ہے۔ حکومت رائے عامہ کو زیادہ دیر نظر انداز نہیں کر سکے گی اور قوم کی خواہشات کے مطابق متنازعہ ایل ایف او اور وردی دونوں ساتھ ہی جائیں گے۔

بش کے سامنے ڈھیر ہونے والے ملک کا تحفظ نہیں کر سکتے

مجلس عمل کے قائدین نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حکمرانوں سے خیر کی توقع نہیں۔ رات 2 بجے بش کی ایک کال پر ڈھیر ہونے والے ملک کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ حیدرآباد میں ہونے والے ملین مارچ میں قائدین نے مزید کہا کہ امریکہ نے جارحیت کی تو ہمارے حکمران بھی اس سے مل جائیں گے اور عوام کو لڑنا پڑے گا۔ امریکہ کا ساتھ دینے والے امت کے خیر خواہ نہیں۔

ارکان اسمبلی اور ناظمین ایک ہی نظام کا حصہ ہیں

پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ اراکین اسمبلی اور ناظمین ایک ہی نظام کا حصہ ہیں انہیں آپس میں لڑانے والے دراصل جمہوریت کے دشمن ہیں اور جان بوجھ کر غیر یقینی صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے راولپنڈی میں مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی، ناظمین، نائب ناظمین کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

ایل ایف او پر لوگوں کو باہر نہیں لایا جا سکتا

پاکستان مسلم لیگ (ق) کے صدر اور مرکزی پارلیمانی لیڈر شجاعت حسین نے کہا ہے اگر بعض لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ایل ایف او پر لوگوں کو سڑکوں پر لایا جا سکتا ہے تو وہ غلطی پر ہیں اسلام آباد میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسمبلی کے اجلاسوں میں اپوزیشن نے جو رویہ اختیار کیا وہ ساری قوم نے دیکھا۔ اس سے جمہوریت کی جڑیں ہرگز مضبوط نہیں ہوں گی۔ مخالف جماعتوں سے مذاکرات جاری ہیں۔ ایل ایف او تمام مسائل کا حل نہیں اگر بعض لوگ اسی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو حکومت بھی اسی طرح چلتی رہے گی۔ اسمبلیاں بھی کام کرتی رہیں گی۔

بھارت نے حملہ کی غلطی کی تو دندان شکن جواب دینگے

فاٹا کے قبائلیوں نے بھارتی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر اس نے پاکستان پر حملے کی غلطی کی تو فاٹا کے ایک کروڑ جنگجو قبائلی پاک آرمی کے شانہ بشانہ لڑتے ہوئے دندان شکن جواب دیں گے۔ فاٹا کے قبائلی عمائدین نے ان خیالات کا اظہار منعقدہ لویہ جرگہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

عراق جنگ کا پاکستانی معیشت پر زیادہ اثر نہیں پڑا

گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے عراق جنگ کا پاکستانی معیشت پر زیادہ اثر نہیں پڑا اقتصادی اصلاحات میں سخت محنت کی گئی تھی۔ عراق میں فوری امن نہ ہوا تو پھر دنیا کے دیگر ممالک سمیت پاکستان کی معیشت بھی سست روی کا شکار ہو سکتی ہے۔

پرائمری تا اعلےٰ تعلیم کا یکساں نصاب

وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے کہا ہے کہ آئندہ تین سالوں میں ملک میں پرائمری تا اعلیٰ تعلیم کا نصاب یکساں کر دیا جائے گا اور نصاب کے حوالے سے ہر قسم کی تفریق ختم کر دی جائے گی۔ انہوں نے کہا پرانا نظام تعلیم ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یکساں نصاب تعلیم نافذ کرنے کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ کلاس نہم اور دہم کے لئے ملک بھر میں یکساں نصاب پہلے ہی نافذ کر دیا گیا ہے۔ میٹرک، ایف اے کے بعد تعلیم ادھوری چھوڑنے والوں کو ووکیشنل ٹریننگ اور مائیکرو کریڈٹ بینکوں سے چھوٹے قرضے دیں گے۔

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

ادارہ الفضل مکرم چوہدری محمد شریف صاحب کو جماعتی دورہ پر بطور نمائندہ الفضل مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے ضلع منڈی بہاؤ الدین اور ضلع گجرات کیلئے بھجوا رہا ہے۔

(i) توسیع اشاعت الفضل کیلئے نئے خریدار بنانا۔

(ii) الفضل میں اشتہارات کی ترغیب اور وصولی۔

(iii) الفضل کے خریداروں سے چندہ الفضل اور بقایات کی وصولی۔

امراء، صدران، مربیان سلسلہ، معلمین و جملہ احباب کرام سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ اپھارہ کیلئے کھانا ہضم کرتا ہے۔ ہر وقت گھر میں رکھنے والی دوا
Ph: 04624-212434, Fax: 213966

ہر قسم کی جائیداد کی خریدو فروخت کیلئے
پروپرائیٹر: نعیم الرحمٰن
فون دفتر 214930
گھر 211930
الناصر مارکیٹ بالمقابل
ایوان محمود یادگار روڈ ربوہ

زبردست معیار تعلیم کے خواہاں والدین کے لئے کیڈٹ ساز اقامتی ادارہ۔ کمپیوٹر لیب فری
نیو ملینیم اسکالرز
چونڈہ (سیالکوٹ)
مکمل انگلش، اردو میڈیم، ہوسٹل کی سہولت کے ساتھ
فون آفس: 04364-210813

نصرت جہاں اکیڈمی، الاحمد کیمبرج اکیڈمی، الصادق ماڈرن اکیڈمی، گورنمنٹ / پرائیویٹ سکول کی کتابیں، کاپیاں اور مضبوط سکول بیگ تھوک ریٹ پر خرید فرمائیں۔
ظفر بک ڈپو
قائم شدہ 1999ء
کالج روڈ ربوہ
04524-214496
قائم شدہ 1942ء
اردو بازار سرگودھا
0451-716088

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29

قائم شدہ 1952
خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
★ ریلوے روڈ فون۔ 214750
★ اقصیٰ روڈ فون۔ 212515
SHARIF
JEWELLERS